اسلامی مدرسے جدید ہیں

یاسر محمد خان

جمال اور میرے درمیان اختلاف تھا۔ جمال کا کہنا تھا، اسلامی مدارس پرانے ہو چکے ہیں، ان میں چودہ سو سال پرانی تعلیم دی جاتی ہے۔ ان کا سلیبس پرانا ہے، ان کی کتابیں پرانی ہیں، ان کی گرائمر اور زبانیں پرانی ہیں۔ ان میں دی جانے والی تعلیم کا اسٹائل پرانا ہے، ان کے اساتذہ پرانے ذہنوں اور پرانے خیالات کے مالک ہیں۔ ان میں دی جانے والی تعلیم کا طریقہ فرسودہ اور قدیم ہے اور ان کے لباس، ان کی روایات، ان کے خیالات، ان کی زبان اور ان کا طرز معاشرت قدیم ہے۔ یہ مدرسے آج کے عصری تقاضے پورے نہیں کرتے، لہٰذا انہیں بند کر دینا چاہیے یا پھر انہیں جدید شکل دے دی جائے۔ ان کے طالب علموں کو پتلون اور کوٹ پہنائے جائیں، انہیں میز اور کرسی پر بٹھایا جائے، انہیں انگریزی میں تعلیم دی جائے۔ انہیں چمچ اور کانٹے سے کھانے کا طریقہ سکھایا جائے اور انہیں تعلیم کے ساتھ ساتھ میوزک کی تربیت بھی دی جائے وغیرہ وغیرہ...... میں نے اس کی ساری باتیں سنیں اور اس کے بعد اس سے عرض کیا:

"بھائی جمال! تمہاری ساری باتیں غلط ہیں۔ تمہیں شاید یہ معلوم نہیں دنیا میں پہلا مذہبی مدرسہ یہودیوں نے بنایا تھا۔ حضرت یوسف علیہ السلام جب مصر کے تخت پر جلوہ افروز ہوئے اور ان کے تمام بھائی کنعان سے مصر منتقل ہوئے تو ان کے بھائیوں میں سے ایک بھائی کی اولاد نے تعلیم و تربیت کو اپنا روزگار بنا لیا۔ ان لوگوں نے مصر میں مذہبی تربیت کا ایک مدرسہ قائم کیا، یہ لوگ ان مدرسوں میں علمائے کرام پیدا کرتے تھے۔ یہ علمائے کرام ان مدارس سے فارغ ہونے کے بعد لوگوں میں تبلیغ کرتے تھے۔ انہیں مذہبی شعائر سکھاتے تھے۔ یہ سلسلہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دور تک قائم رہا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی پیدائش سے بہت پہلے مصر کے یہودیوں پر برا وقت آ چکا تھا۔ یہ لوگ بری طرح فرعون کے ظلم کا شکار تھے، فرعون نے ان کی عبادت گاہیں اور مدارس تباہ و برباد کر دیئے تھے لیکن اس کے باوجود یہ لوگ چھپ چھپا کر اپنی تعلیمات کا سلسلہ جاری رکھے ہوئے تھے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام جب اپنی قوم کو لے کر مصر سے نکلے تو مدارس اور ان میں دی جانے والی تعلیمات کا یہ سلسلہ بھی مصر سے باہر آ گیا۔

یہ لوگ جب فلسطین پہنچے تو انہوں نے آج سے ساڑھے چار ہزار سال پہلے بیت المقدس میں باقاعدہ مدرسہ قائم کیا۔ یہ مدرسہ یہودیوں نے قائم کیا تھا، اس وقت یہ قانون پاس ہوا تھا دنیا کے جس کونے میں یہودیوں کی عبادت گاہ

بنے گی وہاں یہودی تعلیمات کا مدرسہ بھی قائم ہوگا، چناں چہ ساڑھے چار ہزار سال گزرنے کے باوجود آج تک دنیا کے جس کونے میں سینی گاگ بنتا ہے وہاں یہودیوں کا مدرسہ بھی قائم ہوتا ہے۔ دنیا میں 99 فی صد ایسی مساجد ملیں گی جو محض مساجد ہیں اوران میں کوئی مدرسہ نہیں، مسجد میں زیادہ سے زیادہ امام مسجد یا اس کا کوئی ساتھی صبح کے وقت چھوٹے بچوں کو ناظرہ قرآن کی تعلیم دیتا ہوا ملے گا، لیکن آپ کو دنیا میں کوئی ایسا سینی گاگ نہیں ملے گا جس میں باقاعدہ اسکول موجود نہ ہو اور اس میں بچوں کو یہودیت کی باقاعدہ تعلیم نہ دی جاتی ہو۔ دنیا کے سو فی صد سینی گاگ میں مذہبی اسکول موجود ہیں، جب کہ پچاس فی صد سینی گاگ یہودیوں کو عالم اور فاضل بننے کی تعلیم دیتے ہیں۔

دوسرا پچھلے ساڑھے چار ہزار سال سے دنیا کے تمام سینی گاگ میں ایک ہی سلیبس پڑھایا جارہا ہے۔ تمام سینی گاگ طالب علموں کو عبرانی زبان کی تعلیم دیتے ہیں۔ ان کا سلیبس، ان کی کتابیں، ان کی گرائمر، ان کی زبان اور ان کی ثقافت ہر چیز پرانی اور قدیم ہے۔ ان کے اساتذہ اپنے نظریات میں کٹر اور متشدد واقع ہوئے ہیں۔ ان کا حلیہ ساڑھے چار ہزار سال پرانا ہے، یہ لوگ ساڑھے چار ہزار سال سے سیاہ گاؤن، سیاہ کوٹ یا سیاہ عبا پہن رہے ہیں۔ یہ لوگ ساڑھے چار ہزار سال سے سر ڈھانپتے چلے آرہے ہیں۔ ہم مسلمان کروشیے سے بنی جو ٹوپی استعمال کرتے ہیں یہ ٹوپی یہودیوں کی ایجاد ہے، یہودیوں اور مسلمانوں کی اس ٹوپی میں صرف رنگ کا فرق ہے، یہودی سیاہ رنگ جبکہ مسلمان سفید اور دوسرے رنگوں کی ٹوپیاں استعمال کرتے ہیں۔ دنیا میں ہیٹ یہودیوں نے ایجاد کیا تھا، ان کے مذہبی رہنما سیاہ رنگ کا ہیٹ سر پر رکھتے تھے، ان کی دیکھا دیکھی یہ ہیٹ دوسرے لوگوں نے استعمال کرنا شروع کر دیا۔ آج بھی آپ یہودیوں کی کسی بستی میں چلے جائیں آپ کو وہاں کے نوے فی صد مردوں کے سروں پر سیاہ ہیٹ ملے گا۔ دنیا میں یہودی پہلی قوم تھی جس نے داڑھی کو مذہبی فریضہ بنایا۔ آج آپ دنیا کے کسی کونے میں چلے جائیں آپ کو 90 فی صد یہودی باریش ملیں گے۔

تسبیح یونانیوں نے ایجاد کی تھی لیکن اس کا باقاعدہ استعمال یہودیوں نے کیا تھا۔ ان کے کھانے پکانے کا سٹائل، دسترخوان، شادی بیاہ کی رسمیں، مردے دفن کرنے کا طریقہ، حلیہ، تعلیمی نظام، عادتیں، رونا دھونا، لڑائی، جھگڑے اور تعلقات کی نوعیت ہر چیز تین ساڑھے تین ہزار سال قدیم ہے لیکن دنیا کا کوئی شخص ان کے حلیے پر اعتراض کرتا ہے ان کے مدارس پر انگلی اٹھاتا ہے اور نہ ہی انہیں برا بھلا کہتا ہے۔ آج تک دنیا کے کسی جدید اور ماڈرن دانش ور نے یہودیوں کو یہ مشورہ نہیں دیا کہ آپ اپنے مدرسوں کو ماڈرن کر دیں۔ آپ ان کا ساڑھے تین ہزار سالہ پرانا سلیبس، کتابیں اور زبان تبدیل کر دیں، آپ اپنے ''طالبان'' کا حلیہ اور عادتیں بدل دیں۔ آج تک کسی نے ان کے مدرسوں کو فرسودہ اور پرانا نہیں کہا، جب کہ یہ دنیا کے قدیم ترین مدارس ہیں۔''

جمال میری بات سن کر خاموش ہو گیا، میں نے اس سے کہا: ''اب عیسائیوں کی طرف آؤ، تم دنیا کے تمام

چرچوں کا دورہ کرو، تمہیں ہر چرچ کے ساتھ ایک مدرسہ ملے گا، مدارس کی یہ روایت دو ہزار سال پرانی ہے۔ ویٹی کن سٹی میں 18 سو سال پہلے مدرسہ بنا تھا، وہ مدرسہ آج تک قائم ہے، عیسائی یہودیوں سے دو قدم آگے ہیں، ان کے مشنری دنیا کے جس کونے میں گئے وہاں انہوں نے تین قسم کے ادارے قائم کیے۔ ایک مذہبی مدارس، یہ ادارے چرچ کے ساتھ وابستہ ہوتے تھے اور ان کا سلیبس، ان کی کتابیں، ان کے اساتذہ اور تعلیم دینے کا انداز تک سنٹرل چرچ طے کرتا تھا اور یہ ساری چیزیں دو ہزار سال پرانی ہیں۔ دوسرا یہ لوگ عام لوگوں کے لیے جنرل اسکولز بناتے تھے۔ یہ اسکولز کیتھڈرل، سینٹ جوزف یا سینٹ میری کے نام سے قائم کیے جاتے تھے، ان کے پرنسپل اور اساتذہ پادری ہوتے تھے اور ان میں دنیاوی تعلیم کی آڑ میں عیسائیت کی تعلیم دی جاتی تھی۔ ان تمام اسکولز کے اندر ایک چھوٹا سا چرچ ہوتا تھا، جس میں تمام مذاہب کے بچوں کو لے جایا جاتا تھا اور ان کے سامنے عیسائی دعائیں پڑھی جاتی تھیں۔ یہ اسکول بھارت اور پاکستان سمیت دنیا کے ان تمام علاقوں میں آج تک موجود ہیں جو مغربی ممالک کی کالونی رہے ہیں اور تیسرا یہ لوگ ان علاقوں میں ہسپتال بنایا کرتے تھے۔ ان ہسپتالوں کا عملہ بھی چرچ سے متعلق ہوتا تھا، ان ہسپتالوں کے سپرنٹنڈنٹ عام طور پر پادری ہوتے تھے۔ آپ دنیا کے کسی ہسپتال میں چلے جائیں، آپ دیکھیں گے وہاں لوگ نرس کو ''سسٹر'' کہہ کر بلا رہے ہوں گے، نرس کو سسٹر کیوں کہا جاتا ہے؟ اس کا پس منظر بھی بہت دل چسپ ہے۔

عیسائیت میں پادری کو فادر اور نن کو سسٹر کہا جاتا ہے۔ دنیا میں ہسپتالوں کا انسٹی ٹیوٹ چرچ نے قائم کیا تھا، لہٰذا شروع شروع میں کلیسا کے مالکان تمام ننوں کو نرسنگ کی ٹریننگ دے کر انہیں ہسپتال بھجوا دیا کرتے تھے۔ یہ نن دس سال پندرہ سال تک ہسپتال میں مریضوں کی خدمت کرتی تھیں، یہ خواتین نن ہوتی تھیں چناں چہ مریض اور ان کے لواحقین انہیں سسٹر کہہ کر بلاتے تھے، یہ عمل اس قدر آگے بڑھ گیا کہ آج دنیا کی تمام نرسوں کو ''سسٹر'' کہا جاتا ہے۔ اسی طرح 1950ء تک ہسپتالوں میں ڈاکٹروں کو فادر کہا جاتا تھا، اس کی وجہ یہ تھی کہ شروع شروع میں پادری ہی ڈاکٹر ہوتے تھے۔ اسی طرح ہسپتالوں کا سارا عملہ سفید کوٹ پہنتا ہے، یہ سفید کوٹ پادریوں کی باقیات ہے۔ دنیا کے تمام ''فادر'' سفید گاؤن، سفید کوٹ یا سفید چکن پہنتے ہیں۔ یہ لوگ جب چرچ میں ہوتے تھے تو کوٹ یا گاؤن کے بٹن بند رکھتے تھے لیکن جب چرچ سے نکل کر ہسپتال یا اسکول میں داخل ہوتے تھے تو یہ کوٹ کے بٹن کھول دیتے تھے۔ یہ کوٹ آہستہ آہستہ ہسپتالوں کی زندگی کا حصہ بن گئے، لہٰذا کہنے کا مطلب یہ ہے عیسائی چرچ، مدارس اور مذہبی تعلیمات کے معاملے میں یہودیوں سے چند قدم آگے نکل آیا اور اس نے اپنی تعلیمات کو معاشرے کا باقاعدہ حصہ بنا دیا۔

اگر ہم عیسائیت کی دو ہزار سالہ تاریخ نکال کر دیکھیں تو پتہ چلے گا ان دو ہزار برسوں میں چرچ کے ماحول، زبان، ثقافت، سلیبس اور کتابوں میں کوئی فرق نہیں آیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کھردری لکڑی کی میز اور کرسی استعمال کرتے تھے لہٰذا آج تک کلیساؤں میں کھردری لکڑی کی میزیں اور تختوں والی سخت کرسیاں پڑی ہیں اور تو اور، آپ

آمش لوگوں کی ثقافت دیکھ لیں: آمش لوگ دوسو سال پہلے یورپ سے امریکا پہنچے، یہ لوگ امریکا میں رہ رہے ہیں لیکن ان کا طرز رہائش، بودوباش قدیم عیسائیوں جیسا ہے۔ یہ لوگ بجلی استعمال نہیں کرتے، داڑھی رکھتے ہیں، سرڈھانپ کر رکھتے ہیں، ان کی خواتین پورا جسم پوشیدہ رکھتی ہیں۔ ان لوگوں نے آج تک اپنے دیہات میں سڑک نہیں بننے دی، یہ لوگ موٹر گاڑیاں استعمال نہیں کرتے، شراب نہیں پیتے، جوا نہیں کھیلتے، سور نہیں کھاتے، مٹی کے برتنوں میں کھانا کھاتے ہیں، کھیتی باڑی کرتے ہیں اور اپنے بچوں کو روایتی طریقے سے تعلیم دیتے ہیں لیکن دنیا نے آج تک یورپ اور امریکا کی چرچوں پر انگلی اٹھائی اور نہ ہی آمش لوگوں کی روایات پر، لہٰذا جمال مجھے سمجھ نہیں آتی دنیا کو یہودیوں کے مدارس بھی قبول ہیں اور اسے عیسائیوں کے مدارس پر بھی کوئی اعتراض نہیں لیکن مسلمانوں کے مدارس پوری دنیا کو تکلیف دے رہے ہیں۔

پوری دنیا کے کسی دانش ور نے یہودیوں اور عیسائیوں کو نہیں کہا: ''تم لوگ اپنی زبان، سلیبس اور مدارس تبدیل کرو۔'' انہیں کسی نے نہیں کہا: ''تم لوگ پرانی کتابیں پڑھانا بند کردو۔'' مجھے سمجھ نہیں آتی ایسا کیوں ہے؟ تم پوری دنیا گھوم کر دیکھو اور پھر مجھے بتاؤ کیا یہودیوں کے کسی سینی گاگ میں قائم کسی مدرسے میں کمپیوٹر، ملٹی میڈیا اور انگریزی زبان موجود ہے؟ تمہیں یہ جان کر حیرت ہوگی دنیا کے کسی یہودی مدرسے میں یہ ماڈرن آلات موجود نہیں ہیں۔ اسی طرح تم ویٹی کن سٹی سے لے کر لاہور کے کیتھڈرل تک جاؤ تمہیں یہ جان کر حیرت ہوگی دنیا کے کسی چرچ کے کسی مدرسے میں کمپیوٹر اور ملٹی میڈیا نہیں، لہٰذا پھر سوال پیدا ہوتا ہے، اعتراض کرنے والے لوگ پہلے ان مدارس میں یہ چیزیں رائج کیوں نہیں کرتے؟ وہ وہاں یہ کلچر پیدا کیوں نہیں کرتے؟''

جمال کے پاس میرے اس اعتراض کا کوئی جواب نہیں تھا۔ میں نے اس سے کہا: ''جمال! اگر تم مدارس کی تاریخ میں مسلم مدارس کی درجہ بندی کرو تو تمہیں یہ مدارس ماڈرن اور تازہ ملیں گے۔ یہودیوں کے مدارس اور ان میں دی جانے والی تعلیم ساڑھے تین سے ساڑھے چار ہزار سال پرانی ہے۔ عیسائی مدارس دو ہزار سال سے قائم ہیں جب کہ مسلمانوں کے مدارس کو قائم ہوئے ابھی محض چودہ سو سال ہوئے ہیں گویا یہ مدارس تازہ ترین بھی ہیں اور ماڈرن بھی۔''

جمال نے ہنس کر پوچھا: ''لیکن پھر مسئلہ کیا ہے؟'' میں نے ہنس کر جواب دیا: ''مسئلہ مدارس کی تعداد اور مسلمانوں کا ایمان ہے۔ یہودیوں اور عیسائیوں کے مدارس اور ان میں تعلیم پانے والے طالب علموں کی تعداد میں اضافہ نہیں ہوا لیکن وقت گزرنے کے ساتھ مسلمانوں کے مدارس بھی بڑھے ہیں اور ان کے طالب علم بھی۔ آج سے چودہ سو سال پہلے مسجد نبوی کے ایک چھوٹے سے چبوترے سے ان مدارس کا آغاز ہوا اور آج عالم اسلام میں لاکھوں کی تعداد میں ایسے چبوترے اور مدرسے موجود ہیں جن پر بیٹھ کر مسلمان اللہ کا کلام سنتے اور سمجھتے ہیں۔ ان چبوتروں اور مدرسوں سے فارغ التحصیل ہونے والے لاتعداد طالب علم اس وقت دنیا کا حصہ ہیں۔ دوسرا مسئلہ دنیا میں اسلام کا غلبہ ہے۔ پچھلے

پچاس برسوں میں اسلام کے سوا دنیا کے تمام مذاہب کا سائز چھوٹا ہوا ہے۔فرانس جیسے ملک میں دس سال میں اڑھائی سو چرچ بند ہوئے ہیں۔امریکا میں دس سال میں ایک لاکھ عیسائی مسلمان ہوئے ہیں اور یورپ میں مسلمان دوسری بڑی طاقت بن کر ابھرے ہیں۔دنیا کے تمام مذاہب کی تعلیمات پر عمل درآمد میں کمی آئی ہے لیکن اسلام دنیا کا واحد مذہب ہے جس کی تعلیمات پر عمل درآمد اور اثر ونفوذ میں اضافہ ہورہا ہے۔مسجدوں، مدرسوں اور ڈاڑھیوں کی تعداد میں اضافہ ہورہا ہے۔''السلام علیکم'' بڑی تیزی سے ''ہیلو'' اور ''ہائے'' کی جگہ لے رہا ہے، چناں چہ دنیا اس بات سے پریشان ہے۔ان لوگوں کا خیال ہے اگر اسلام کے اس پھیلتے دائرے کو روکا نہ گیا تو شاید بیس پچیس برسوں میں یہ دائرہ پوری دنیا کو اپنی آغوش میں نہ لے لے۔شاید پوری دنیا مسلمان ہو جائے۔''

جمال نے ذرا سوچا اور گردن ہلا دی۔میں نے اس سے کہا: ''میرے عزیز! میرے دوست! ہمارے مدرسے پرانے نہیں ہیں، بس نیا زمانہ ان سے خائف ہے۔نیا زمانہ جانتا ہے اگر اس نے ان کے سامنے بند نہ باندھا تو یہ مدرسے اور ان کی ثقافت اس قدر جان دار ہے کہ یہ نئے زمانے کی ساری حدیں توڑ دے گی۔یہ نئی تہذیب کو جڑوں سے اکھاڑ دے گی۔''

☆......☆......☆

اسلام ہی غیر متعصب دین ہے

اسلام کو بدنام کرنے کے لئے بہت سے جھوٹے الزام اس پر لگائے ہیں اور بعض الزام تو وہ ہیں جو الزام دینے والوں ہی میں موجود اور ثابت تھے، مگر انھوں نے ہوشیاری اور عیاری کی کہ اپنے کرتوت چھپانے کے لئے انہی باتوں کو مسلمانوں کے سر تھوپ دیا اور پھر نا اہل مسلمانوں کے افعال کو تعلیم اسلام کا نتیجہ قرار دے کر مذاہب اسلام کو اس کا ذمہ دار ٹھہرایا۔

(الف) تعصب کے معنی یہ بھی ہیں کہ عطائے حقوق کے وقت کسی کو حق سے زائد دیا جائے اور کسی کو حق سے کم۔

(ب) اس کے معنی یہ بھی ہیں کہ دوسرے لوگوں کی آزادی عقل اور حریت مذہبی پر ناجائز بندشوں کا بار ڈالا جائے۔

(ج) اس کے یہ معنی بھی ہیں کہ اپنے مذہب کی حمایت میں دیگر مذاہب کو حق حفاظت سے محروم کر دیا جائے۔

(د) اس کے یہ معنی بھی ہیں کہ اپنے مذہب کی برکات وانوار کا مستحق خود اپنے ہی آپ سمجھا جائے اور دوسروں کو ان برکات وانوار سے بالکل دور رکھا جائے۔

بحمد اللہ کہ اسلام کی تعلیم ان جملہ نقائص سے پاک ہے قرآن عظیم اور رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہمیشہ تعصب کی ان جملہ اقسام کو برا بتایا اور اپنے دامن تعلیم کو اس خارزار سے ہمیشہ بلند تر رکھا۔

(رحمۃ للعالمین، قاضی محمد سلیمان سلمان منصور پوری: ۳/۳۹۶)